Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.

Methods to Counter the Negative Effects of Economic Trends In The Light Of the Quran and Sunnah

معاشی رجحان کے منفی اثرات کے سدباب کے طریقے قرآن وسنت کی روشنی میں

Hafiz Muhammad Ibrahim
Ph.D Scholar Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi
ibrahimsajid56@gmail.com
Prof. Dr Nasiruddin
Associate Professor and Chairman(R), Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi

ABSTRACT

This article examines the negative impacts of prevailing economic tendencies and the contemporary economic crisis in light of the Qur'an and Sunnah. It argues that the root cause of economic disorder, social injustice, and systemic crises lies in human greed, love of wealth, and the resulting concentration and stagnation of capital (hoarding of wealth). Drawing upon Qur'anic injunctions, Prophetic traditions, and classical Islamic jurisprudence, the study presents Islam's comprehensive framework for preventing wealth concentration and ensuring continuous economic circulation.The paper identifies three core Islamic mechanisms for eliminating hoarding and revitalizing wealth: voluntary spending (Infaq), obligatory redistribution through Zakat, charity and endowments (Sadaqat and Awqaf), and the laws of inheritance and bequest (Tawreeth and Wasiyyah). It further highlights three prohibited economic practices—interest-based transactions, gambling and speculative practices, and invalid commercial dealings—as primary drivers of unjust wealth accumulation.Special emphasis is placed on Infaq fi Sabilillah as a moral, social, and economic instrument that encompasses personal, familial, communal, and state-level expenditures. The study elaborates on the concept of surplus wealth ('afw), basic human needs, and the wide spectrum of legitimate beneficiaries of voluntary spending as outlined in the Qur'an. It demonstrates that Islam prioritizes moral persuasion, spiritual accountability, and ethical motivation over coercive economic measures, while still granting the Islamic state authority to intervene during crises, emergencies, or structural injustices.The article concludes that sincere implementation of Islamic economic principles—particularly regular circulation of surplus wealth—can effectively prevent economic stagnation, reduce inequality, stabilize societies, and offer sustainable solutions to modern economic crises.Methods to counter the negative effects of economic trends in the light of the Quran and Sunnah.

***Keyword**: Economics, economic problems, effects, Islamic economics, problem solving, methods of the Quran and Sunnah.*

تعارفِ موضوع

معاصر انسانی معاشرہ جن فکری، اخلاقی اور تمدنی بحرانوں سے دوچار ہے، ان میں ''معاشی رجحان (Economic Orientation) '' کا غیر متوازن اور مادہ پرستانہ غلبہ ایک بنیادی سبب کے طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ جدید دنیا میں معاشی ترقی کو کامیابی، عزت اور اقتدار کا واحد معیار بنا دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں فرد اور معاشرہ دونوں سطحوں پر حرص، طمع، خود غرضی، طبقاتی تفاوت، استحصال، بے انصافی اور اخلاقی انحطاط جیسے منفی اثرات پیدا ہوئے ہیں۔ دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں سمٹ جانا، کمزور طبقات کا معاشی استحصال، حلال و حرام کی تمیز کا مٹ جانا، اور انسانی اقدار کا منڈی کی منطق کے تابع ہو جانا، اس غیر متوازن معاشی رجحان کے نمایاں مظاہر ہیں۔ یہ صورتِ حال نہ صرف معاشرتی عدل و توازن کو متاثر کرتی ہے بلکہ روحانی سکون، اجتماعی ہم آہنگی اور انسانی وقار کو بھی شدید نقصان پہنچاتی ہے۔

اسلام، بطورِ دینِ کامل، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں بشمول معیشت کے لیے جامع، متوازن اور فطرت سے ہم آہنگ اصول فراہم کرتا ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ میں معاشی سرگرمی کو انسانی زندگی کا لازمی جزو تسلیم کیا گیا ہے، مگر اسے مقصدِ حیات نہیں بلکہ وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معاشی رجحان کو اخلاق، عدل، تقویٰ اور ذمہ داری کے مضبوط اصولوں کا پابند بنایا گیا ہے، تاکہ دولت انسانی فلاح کا ذریعہ بنے، نہ کہ فساد، تفاخر اور ظلم کا آلہ۔ قرآنِ مجید بار بار اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ مال اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، انسان اس کا محض امین ہے، اور اس کے استعمال میں جواب دہی کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح سنتِ نبوی ﷺ میں کسبِ حلال، قناعت، ایثار، انفاق، زکوٰۃ اور معاشرتی ذمہ داری کو ایسی قدریں قرار دیا گیا ہے جو معاشی رجحان کے منفی اثرات کو جڑ سے ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

موجودہ معاشی بحران:

یہ حقیقت ہے کہ انسانی معاشرہ کو تباہ وبرباد اور نظامِ معیشت کو درہم وبرہم کر دینے والی تمامتر خرابیوں اور بدکاریوں کی جڑ قومی معیشت میں ہوسِ زر اور اس کے نتیجہ میں پروان چڑھنے والی ''زراندوزی'' ہے، جس کو معاشیات کی اصلاح میں اکتنازِ زر اور انجمادِ دولت کہتے ہیں۔ موجودہ معاشی بحران اور اُس کے رفع کرنے کی تدابیر کو قرآن کچھ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِيْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ''۔ [1]

ترجمہ:...''انسان کی بداعمالیوں کی وجہ سے بر و بحر میں فساد برپا ہے، تاکہ خدا اُن کی کچھ بداعمالیوں کا مزا اُن کو چکھاوے، شاید وہ باز آجائیں''۔

حلال ذرائع معاشیات:

---

1 القرآن, 30: 41

اسلام نے اس اکتنازِ زر اور انجمادِ دولت کی بیخ کنی کرنے اور دولت کو چند ہاتھوں میں سمٹنے سے بچانے کی، یعنی سرمایہ کو متحرک رکھنے کی اور سمٹی ہوئی دولت اور منجمد سرمایہ کو گردش میں لانے کی تین تدبیریں تجویز کی ہیں:

ا: انفاق

۲: زکوٰۃ وصدقات واوقاف

۳: توریث ووصیت

حرام ذرائع معاشیات

اور زر اندوزی کو جنم دینے اور پروان چڑھانے والے تین حرام ذرائع:

ا:... سود اور سودی کاروبار، یعنی بینکاری۔

۲:... جوا، سٹہ اور بیمہ کاری۔

۳:... بیوع فاسدہ۔ یعنی ناجائز معاملات کو قطعاً حرام اور ممنوع قرار دیا ہے۔

ہم اول مذکورہ بالا تدابیر پر قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں تفصیلی بحث کریں گے، اس کے بعد زر اندوزی کو جنم دینے والے حرام ذرائع پر مفصل بحث کریں گے اور قومی معیشت میں ان کے متبادل صحیح طریق کار بتلائیں گے، ان شاء اللہ العزیز! تاکہ مکمل طور پر اسلام کا اقتصادی نظام سامنے آجائے۔

انفاق:

منجمد سرمایہ اور زر اندوز طبقہ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

’’وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّہَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَايُنْفِقُوْنَہَا فِيْ سَبِيْلِ اللہِ فَبَشِّرْہُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْہَا فِيْ نَارِ جَہَنَّمَ فَتُكْوٰى بِہَا جِبَاہُہُمْ وَجُنُوْبُہُمْ وَظُہُوْرُہُمْ ہٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ[2]

ترجمہ:... ’’اور جو لوگ سونے، چاندی کو دبا کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (اے نبی!) تم ان کو بشارت دے دو دردناک عذاب کی، جس دن اس سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو، پہلوؤں کو اور پشتوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہی سونا چاندی تو ہے جو تم نے اپنے لیے دبا کر رکھا تھا، پس اب چکھو اس کو دبا کر رکھنے کا مزا‘‘۔

یہ آیت کریمہ اس امر کی تصریح کرتی ہے کہ جو بھی سونا چاندی یعنی سرمایہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ نہ کیا جائے، یعنی ایک یا چند ہاتھوں میں جمع ہو کر جام ہو جائے، وہ کنز ہے اور اس کا اکتناز‘ حرام اور موجبِ عذابِ شدید ہے، لیکن جو سرمایہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کیا جاتا رہے، یعنی مختلف ہاتھوں میں گردش کرتا رہے، آتا رہے، جاتا رہے، وہ خواہ کتنا ہی وافر کیوں نہ ہو، اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے، جس کا شکر اللہ کے حکم کے مطابق اس کا اظہار یعنی خرچ کرنا ہی ہے، ارشاد ہے: ’’وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ‘‘ اور ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق وہ اکتسابِ خیرات

---

2 القرآن, 9: 34،35

وحسنات کے لیے بہترین معاون ہے، ارشاد ہے:'' نعم العون المال الحلال''۔

اسلام' حکومت کو بھی اکتنازِ زر کی اجازت نہیں دیتا، چنانچہ محاربات میں حاصل شدہ دشمنوں کے اموال۔۔۔مال غنیمت۔۔۔کو بھی۔۔۔جو بظاہر خالص حکومت کی آمدنیاں ہیں۔۔۔دوسرے عام انفاقات کی طرح غانمین اور فقراءومساکین وغیرہ پر تقسیم کر دینے کا حکم دیتا ہے، قرآن عزیز کا حکم ہے:

''وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْئٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ''۔ [3]

ترجمہ ''اور یاد رکھو! جو کچھ بھی تم کو مال غنیمت ملے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے، رسول کے واسطے اور رسول کے قرابت داروں کے واسطے اور یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے واسطے ہے''۔

چنانچہ کل مال غنیمت کے چار حصے غانمین۔۔۔شریک جنگ مجاہدین۔۔۔کے ہوتے ہیں اور پانچواں حصہ مذکورہ بالا مدات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اور نہ ہی چند دولت مندوں کو مزید دولت مند بنانے کا اختیار دیتا ہے، چنانچہ مال فئے۔۔۔بغیر جنگ کیے دشمنوں کے حاصل شدہ اموال۔۔۔کو مستحقین پر تقسیم کرنے کے حکم کے ذیل میں انجمادِ دولت کے خطرہ سے قرآن عظیم نے ذیل کے الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے:

''وَمَا اَفَآئَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَہْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وِلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وِالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَایَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَائِ مِنْکُمْ''۔ [4]

ترجمہ:...''اور جو مال اللہ نے بستی والوں سے بغیر جنگ کیے اپنے رسول کو پہنچایا، پس وہ اللہ کے واسطے، رسول کے واسطے اور اس کے قرابت داروں کے واسطے ہے اور یتیموں کے، محتاجوں کے، مسافروں کے واسطے ہے، تاکہ مال تم میں سے (صرف) وہ دولت مندوں کے درمیان ہی آنے جانے والا نہ ہو جائے''۔

انفاق کے دو مرتبے

اس انفاق فی سبیل اللہ۔۔۔اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے رہنے۔۔۔کے دو درجے ہیں:

ایک ادنیٰ، جس کے بعد جمع شدہ مال شرعاً کنز نہیں رہتا۔

دوسرا اعلیٰ جو عند اللہ مطلوب ہے۔

ادنیٰ درجہ کو حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

''مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا فَوَيْلٌ لَهُ ''۔ [5]

---

3 القرآن ,ا:41

4 القرآن , 7:59

5 صحیح بخاری: الرقم الحدیث:1404

ترجمہ: ''ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی، وہ کنز نہیں ہے''۔

اعلیٰ مرتبہ کو قرآن حکیم میں بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

''يَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ''۔ [6]

ترجمہ:... ''(اے نبی!) وہ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا (یعنی کتنا) مال خرچ کریں؟ تم کہہ دو زائد مال (خرچ کرو)''۔

باتفاقِ مفسرین صاحب مال کی حاجاتِ اصلیہ سے فاضل مال ''عفو'' کا مصداق ہے۔ انسان کی حاجاتِ اصلیہ کی تشخیص بھی قرآن عزیز میں بیان فرمائی ہے:

۱: حد اعتدال

ارشاد ہے:

۱ :قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِیْ أُخْرِجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ''۔[7]

ترجمہ: ''(اے نبی!) تم کہہ دو، کس نے حرام کیا ہے اللہ کی (دی ہوئی) زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے اور حلال و عمدہ کھانے (پینے) کی چیزوں کو''۔

۲: يَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَاتُسْرِفُوْا إِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ''۔ [8]

ترجمہ: ''اے اولادِ آدم! لے لو اپنی آرائش (کے لباس) کو ہر نماز کے وقت اور کھاؤ پیو اور (اس میں) بے جا خرچ مت کرو، بیشک اللہ پسند نہیں کرتا بے جا خرچ کرنے والوں کو''۔

۳: فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّباً وَّاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللهِ''۔[9]

ترجمہ: ''پس جو حلال و طیب روزی اللہ نے تمہیں دی ہے، اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو''۔

۲: ستر پوش اور باوقار

ارشاد ہے:

۱: يَا بَنِیْ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُّوَارِیْ سَوْآتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ''۔[10]

ترجمہ: ''اے آدم کی اولاد! ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو چھپائے تمہاری شرمگاہوں کو اور زینت کا لباس اور پرہیزگاری کا لباس تو سب سے بہتر ہے''۔

۲: وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

---

6 القرآن,219:2

7 القرآن،32:7

8 القرآن,31:7

9 القرآن,114:16

10 القرآن,26:7

تُسْلِمُوْنَ‘‘۔[11]

ترجمہ:’’ اور (اللہ نے) بنادیئے تمہارے کرتے جو بچاتے ہیں تم کو گرمی (سردی) سے اور ایسے کرتے (زرہیں) جو بچاتے ہیں تم کو لڑائی میں، اسی طرح اللہ پورا کرتا ہے تم پر اپنا انعام، تاکہ تم فرمانبرداری کرو‘‘۔

۳: مکان اور اثاث البیت

ا: وَاللہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَناً وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْأَنْعَامِ بُیُوْتاً تَسْتَخِفُّوْنَہَا یَوْمَ ظَعْنِکُمْ وَیَوْمَ إِقَامَتِکُمْ وَمِنْ أَصْوَافِہَا وَأَوْبَارِہَا وَأَشْعَارِہَا أَثَاثاً وَّمَتَاعاً إِلٰی حِیْنٍ‘‘۔ [12]

ترجمہ:’’اور اللہ نے بنادیئے تمہارے گھر تمہارے مسکن اور بنادیئے چوپایوں کی کھالوں کے گھر (چرمی خیمے) جو تم آسانی سے اٹھالیتے ہو جب سفر میں ہوتے ہو اور جب قیام کی حالت میں ہو اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی پشم سے اور بکریوں کے بالوں سے گھروں کا سامان اور استعمال کی چیزیں تاحینِ حیات‘‘۔

قرآن حکیم کی یہ چند آیات بطور ’’گلے از گلزارے‘‘ ہم نے انتخاب کی ہیں، ان آیات میں انسان کی تین مسلمہ بنیادی ضرورتوں:

ا:... غذا،

۲:... لباس،

۳: مسکن و مکان اور ان کے لوازمات سے حسبِ استطاعت انتفاع کا حکم فرمایا ہے، بشرطیکہ اس میں اسراف فضول خرچی نہ ہو۔

عفو و فاضل مال کی تعریف

قرآن و حدیث کی تفصیلی تعلیمات کی روشنی میں علماء نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کے حرفہ، معاشی مشغلہ اور منصب کے اعتبار سے حدِ اعتدال میں رہ کر مذکورہ بالا ہر سہ ضروریات اور ان کے لوازمات ہر شخص کی حوائج اصلیہ ہیں۔ حال و مآل کے اعتبار سے جس قدر مال ان کے لیے ضروری ہو، اس سے جو مال و دولت فاضل ہو وہ عفو کا مصداق ہے۔ اس کو اللہ جل مجدہٗ کے تجویز کردہ مصارف و مدات میں خرچ کرتے رہنا انفاق فی سبیل اللہ کا اعلیٰ مرتبہ اور عند اللہ مطلوب ہے، اسی کے ذریعہ نظامِ معیشت اکتنازِ زر کے خطرہ سے قطعی طور پر محفوظ و مامون رہتا ہے، صحیح مسلم میں حدیث قدسی میں آیا ہے:

’’قال اللہ تعالٰی: ابن آدم أَنفق أُنفق علیک وقال یمین اللہ ملأیٰ سحاء لایغیضہا شئ اللیل والنہار‘‘۔[13]

ترجمہ:...’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم کی اولاد! تو (جو میں نے دیا ہے) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ رسول اللہ انے فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہے،

---

11 القرآن,81:16
12 القرآن,80:16
13 صحیح مسلم، الرقم الحدیث:2308

رات دن برس رہا ہے"۔

نبی رحمت ا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو وصیت فرماتے ہیں:

"أنفقي ولاتحصي فيحصي الله عليک ولاتوعي فيوعي الله عليک"۔[14]

ترجمہ:... "تم خرچ کیے جاؤ اور شمار نہ کرو کہ اللہ تم پر شمار کرنے لگے اور تھیلیوں میں جمع کر کے مت رکھو کہ اللہ بھی اپنی تھیلی کا منہ بند کر لے"۔

مصارف ومداتِ انفاق

قرآن حکیم نے اس انفاق کے مصارف ومدات بھی تجویز فرمادی ہیں، مگر یہ مصارفِ انفاق یقینا مصارفِ زکوٰۃ کے علاوہ ہیں، اس لیے کہ مصارفِ زکوٰۃ وصدقات تو "إنما الصدقات" کے عنوان سے قرآن حکیم نے مستقل طور پر بیان فرمائے ہیں۔ وجوہِ فرق زکوٰۃ کی بحث میں آتے ہیں۔

۱-ماں باپ، ۲- قرابت دار، ۳- یتیم، ۴- مسکین، ۵- مسافر، ۶- عام مصارف خیر

مقدارِ انفاق اور مصارفِ انفاق کے ذیل میں ارشاد ہے:

"يَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللهَ بِهٖ عَلِيْمٌ"۔[15]

ترجمہ:... "وہ تم سے دریافت کرتے ہیں: ہم کیا خرچ کریں؟ تم ان سے کہہ دو: جو مال بھی تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ کے لیے اور قریب تر رشتہ داروں کے لیے، یتیموں، محتاجوں، مسافروں کے لیے (خرچ کرو) اور جو بھی نیک کام تم کرتے ہو، اللہ اس کو خوب جانتا ہے"۔

۷- سائل، ۸- غیر مستطیع مدیون

انواعِ بر کے ذیل میں ارشاد ہے:

"وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّائِلِيْنَ وَفِيْ الرِّقَابِ"۔[16]

ترجمہ:... "اور مال دے اس کی محبت کے باوجود، رشتہ داروں کو، یتیموں کو، محتاجوں کو، مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں"۔

واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں یہ انفاق زکوٰۃ کے علاوہ ہے، اس لیے کہ اداءِ زکوٰۃ کا ذکر تو اسی آیت میں مستقل عنوان "وآتی الزکوٰۃ" کے تحت فرمایا ہے۔

۹- ہمسایہ قریب، ۱۰- ہمسایہ بعید، ۱۱- شریکِ حرفہ، ۱۲- مملوک غلام کنیز

اس انفاق کا درجہ اللہ کی عبادت کے بعد ہے، ارشاد ہے:

"وَاعْبُدُوْا اللهَ وَلاَ تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَّبِذِيْ الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِيْ الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللهَ لاَ يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالاً

14 صحیح مسلم، الرقم الحدیث: 2376

15 القرآن,2:215

16 القرآن,2:177

فَخُوْراً''۔ [17]

ترجمہ:..."اور عبادت کرو اللہ کی اور شریک مت کرو اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں، محتاجوں کے ساتھ اور پاس کے پڑوسی کے اور دور کے پڑوسی کے ساتھ اور پاس بیٹھنے والے (شریک حرفہ) کے ساتھ اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (غلام کنیز یا نوکر خادم) ان کے ساتھ، بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والے، شیخی مارنے والے لوگوں کو"۔

۱۳-بیوی، ۱۴-اولاد

شوہروں کو بیویوں پر فوقیت حاصل ہونے کی ایک وجہ معاشی کفالت ہے، ارشاد ہے:

۱'':اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلٰی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللہ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِہِمْ ''۔[18]

ترجمہ:"مرد حاکم ہیں عورتوں پر، اس لیے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو (مردوں کو) بعض پر (عورتوں پر) اور اس لیے کہ وہ (مرد) خرچ کرتے ہیں ان پر اپنے مال"۔

۲'':وَعَلٰی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُہُنَّ وَکِسْوَتُہُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ''۔ [19]

ترجمہ:"اور جس کا بچہ ہے، اس کے ذمہ ہے ان (دودھ پلانے والیوں) کی خوراک اور لباس (کا خرچ)"۔

۱۵-حرب و دفاع ورفاہِ عامہ

قرآن حکیم سامانِ حرب و دفاع وغیرہ پر اموال خرچ نہ کرنے کو اپنے ہاتھوں اپنی موت بلانے کے مرادف قرار دیتا ہے، ارشاد ہے:

''وَأَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَلَاتُلْقُوْا بِأَیْدِیْکُمْ إِلٰی التَّہْلُکَۃِ''۔[20] (

ترجمہ:"اور اللہ کی راہ میں (لڑائی میں) خرچ کرو اور اپنی جانوں کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو"۔

۱۶-سائل، ۱۷-غیر سائل

قرآن کریم انسان کے مال میں سائل و غیر سائل ہر دو کا حق تجویز کرتا ہے:

''وَفِیْ أَمْوَالِہِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ'' ۔ [21]

ترجمہ:"اور ان (اللہ سے ڈرنے والوں) کے اموال میں حصہ ہے: مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (ضرورت مندوں) کا"۔

نیز مانگنے والے باحمیت ضرورت مند کو مانگنے والے پر ترجیح دیتا ہے اور اربابِ اموال کو ایسے غیور ضرورت مندوں کی ضروریات پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ارشاد ہے:

''لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ أُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ لاَ یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْباً فِیْ الْأَرْضِ یَحْسَبُہُمُ الْجَاہِلُ أَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

---

17 القرآن,36:4
18 القرآن,34:4
19 القرآن,233:2
20 القرآن,195:2
21 القرآن,19:51

تَعْرِفُہُمْ بِسِیْمَاہُمْ لاَ یَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافاً"۔[22]

ترجمہ:"(وہ صدقات وخیرات) ان ضرورت مندوں کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے ہیں (اپنی زندگی اللہ کے لیے وقف کر دی ہے، اس لیے) وہ زمین میں (کاروبار کے لیے) سفر نہیں کرسکتے، نادان آدمی ان کو غنی سمجھتا ہے، تم ان کے چہروں سے ان کو پہچان لوگے (کہ یہ ضرورت مند ہیں) وہ نہ سوال کرتے ہیں، نہ اصرار"۔

بہر صورت سائل کو جھڑکنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتا ہے، بلکہ حکم دیتا ہے کہ اگر اللہ نے تم کو وسعت دی ہے تو اس کی ضرورت پوری کر کے شکر نعمت ادا کرو، ورنہ نرمی سے معذرت کر دو، ارشاد ہے:

۱":وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْہَرْ وَأَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ"۔[23]

ترجمہ:"مانگنے والے کو مت جھڑکو اور اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرو"۔

۲":قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَۃٍ یَّتْبَعُہَا أَذًی وَاللهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ"۔ [24]

ترجمہ:"بھلی بات کہہ دینا اور (سائل کی ترش کلامی کو) معاف کر دینا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسانی ہو"۔

یہ انفاق کچھ مالداروں اور دولت مندوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ہر مسلمان خواہ خوشحال ہو، خواہ تنگدست 'اپنی استطاعت کے مطابق اس کا مخاطب ہے، ارشاد ہے:

"أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِیْ السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ"۔ [25]

ترجمہ:"وہ جنت تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لیے، جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی میں بھی اور تنگدستی میں بھی اور ضبط کرتے ہیں غصہ کو اور معاف کرتے ہیں لوگوں (کی خطاؤں) کو اور اللہ پسند کرتا ہے نیکوکاروں کو"۔

جو لوگ ان رضاکارانہ طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، ان کے متعلق ارشاد ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ الصَّدَقَاتِ وَالَّذِیْنَ لاَ یَجِدُوْنَ إِلاَّ جُہْدَہُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْہُمْ سَخِرَ اللهُ مِنْہُمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ"۔ [26]

ترجمہ:"وہ لوگ جو طعنے دیتے ہیں ان ایمان والوں پر بھی جو دل کھول کر خیرات دیتے ہیں اور ان پر بھی جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت و مشقت (کی کمائی) پس مذاق اُڑاتے ہیں ان کا، اللہ اُن کا مذاق اڑائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

اس انفاق سے صرف وہ تہی دست لوگ مستثنیٰ ہیں، جن کے پاس دینے کے لیے بجز دعاء خیر کے اور کچھ نہ ہو۔

"لَیْسَ عَلٰی الضُّعَفَاءِ وَلاَ عَلٰی الْمَرْضٰی وَلاَ عَلٰی الَّذِیْنَ لاَ یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوْا لِلهِ وَرَسُوْلِہٖ

---

22 القرآن,273:2
23 القرآن,10،11:93
24 القرآن,263:2
25 القرآن,133،134:3
26 القرآن,79:9

مَا عَلٰی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ وَّاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَلاَ عَلٰی الَّذِیْنَ إِذَا مَا أَتَوْکَ لِتَحْمِلَہُمْ قُلْتَ لاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُکُمْ عَلَیْہِ تَوَلَّوْا وَّأَعْیُنُہُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَناً أَلاَّ یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ''۔ [27]

ترجمہ: ''نہیں ہے کمزوروں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں ہے کچھ گناہ، جبکہ وہ خیر خواہی کریں اللہ اور اس کے رسول کی، نہیں ہے (ایسے) نیکوکاروں پر کوئی (الزام کی) راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر (کچھ گناہ) ہے جو تمہارے پاس جب آئے، تاکہ تم ان کو (جہاد کے لیے) سواری دو تو تم نے کہا: میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کوئی سواری نہیں تو وہ آنکھوں سے آنسو بہاتے (اور اپنی محرومی پر روتے) ہوئے واپس چلے گئے اس غم میں کہ ان کے پاس (جہاد میں) خرچ کرنے کو کچھ نہ تھا''۔

واضح ہو کہ مذکورہ بالا ہر دو آیتیں غزوۂ تبوک کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں، لہٰذا انفاق حرب و دفاع کی مد سے متعلق ہے۔

اسلام کے معاشی نظام کو اکتنازِ دولت سے محفوظ رکھنے کی اہم ترین انفاق سے متعلق ان چند آیات پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ ان آیات کی روشنی میں اس انفاق کے مصارف و مدات کی تشخیص و تحدید حسب ذیل ہے:

مستقل انفاقات:

اہل خانہ: خود، بیوی، نابالغ یا ضرورت مند اولاد، ضرورت مند ماں باپ، عبید و اماء، موجودہ زمانے میں ان کی جگہ نوکر و خادم۔

اہل کنبہ: ضرورت مند قرابت دار الاقرب فالاقرب کی ترتیب سے، مجبور و معذور قرابت دار۔

اہل محلہ: ضرورت مند ہمسایۂ قریب، ہمسایۂ بعید، شریک حرفہ و کسب معاش۔

اہل ملک: یتیم قرابت دار و غیر قرابت دار، مساکین و محتاجین خواہ سائل ہوں خواہ غیر سائل، ضرورت مند اہل حرفہ و شرکاء کار۔

قومی و ملکی: مصارفِ حرب و دفاع و رفاہِ عام۔

عارضی انفاقات

غیر مستطیع مسافر، غیر مستطیع مدیون، خسارہ زدہ (دیوالیہ) تاجر و کاروباری۔

مذکورہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کا دائرہ پوری قومی زندگی کے۔۔۔ شخصی، عائلی، انفرادی، اجتماعی، قومی و ملکی۔۔۔ مصارف و مدات پر محیط ہے۔ اگر ملک کے اعلیٰ، متوسط اور ادنیٰ طبقات خصوصاً دولت مندوں کا فاضل سرمایہ۔۔۔ جو عفو کا مصداق ہے۔۔۔ اللہ کے حکم کے مطابق مذکورہ بالا مدات میں برابر خرچ ہوتا ہے تو ملک میں سرمایہ کبھی منجمد ہو ہی نہیں سکتا، خواہ ان دولت مندوں کے پاس سرمایہ کتنی ہی فراوانی کے ساتھ کیوں نہ آتا رہے۔ اسلام دین فطرت ہے، اس لیے قرآن حکیم دولت مندوں اور سرمایہ داروں کو اس انفاق پر مجبور کرنے یعنی سرمایہ کو متحرک اور دولت کو دائر و سائر رکھنے میں جبر سے کام لینے کے بجائے اخلاقی قوت سے کام لیتا ہے، یعنی حب مال اور ہوسِ زر اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بخل و امساک (کنجوسی) کو کافرانہ خصلت اور بدترین رذالت قرار دیتا ہے، ارشاد ہے:

ا: ''کَلَّا بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ وَلَا تَحَاضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ وَتَأْکُلُوْنَ التُّرَاثَ أَکْلاً لَّمّاً وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبّاً

---

27 القرآن,92:9،91

جَمّاً ''۔ [28]

ترجمہ:''کوئی نہیں، بلکہ تم عزت سے نہیں رکھتے یتیم کو اور (ایک دوسرے کو) محتاج کو کھانا کھلانے پر برانگیختہ نہیں کرتے اور کھاجاتے ہو میت کا مال سمیٹ سمیٹ کر اور محبت کرتے ہو مال سے جی بھر کر''۔

۲:''وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ الَّذِىْ جَمَعَ مَالاً وَ عَدَّدَهٗ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهٗ أَخْلَدَهٗ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِىْ الْحُطَمَةِ ''۔[29]

ترجمہ:''ہلاکت ہے ہر طعنے دینے والے عیب چینی کرنے والے کے لیے، جس نے مال خوب سمیٹا اور گن گن کر رکھا، وہ سمجھتا ہو گا اس کا مال سدا اس کے ساتھ رہے گا، ہر گز نہیں! وہ ضرور جھونکا جائے گا روند ڈالنے والی آگ میں''۔

۳:''إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ وَّإِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ وَّإِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ''۔ [30]

ترجمہ:''بیشک انسان اپنے پروردگار کے بارے میں بڑا ہی بخیل ہے اور وہ خود ہی اپنے اس فعل پر گواہ ہے اور وہ مال کی محبت میں بہت ہی سخت ہے''۔

۴:''وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْراً لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''۔[31]

ترجمہ:...''نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز (کے خرچ کرنے) میں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دی ہے کہ یہ بخل ان کے لیے بہتر ہے، بلکہ یہ بخل تو ان کے حق میں بہت ہی برا ہے، طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا وہ مال جس (کے خرچ کرنے) میں انہوں نے بخل کیا ہے''۔

بلکہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کے عقیدہ کے تحت دنیوی واخروی ترغیبات وترہیبات اور وعدووعید کے ذریعہ اس انفاق پر آمادہ کرتا ہے۔ قرآن کریم کا شاید ہی کوئی صفحہ آیاتِ انفاق اور دنیاوآخرت میں اس انفاق کے فوائد ومنافع اور بخل وامساک کے دنیوی واخروی نقصان اور مضرتوں کے ذکر سے خالی ہو گا۔

اس لیے قرآن حکیم زراندوز سرمایہ داروں اور مالداروں سے عام حالات میں زبردستی ان کے اموال چھین لینے اور ملکیت سے محروم کردینے کا حکم نہیں دیتا کہ یہ استحصال بالجبر اور ظلم صریح ہونے کے علاوہ معاشی حیثیت سے ملکی پیداوار میں ترقی کو مسدود کردینے اور قوم کے حوصلے اور نشاط کار کو تباہ کردینے کے مرادف ہے اور یہ سب سے بڑا معاشی نقصان اور قومی جرم ہے۔

اسلام کے زریں عہد یعنی قرون اولیٰ۔۔۔ عہد صحابہؓ وتابعینؒ۔۔۔ کی تاریخ شاہد ہے کہ اغنیاء صحابہؓ وتابعینؒ نے اسی قرآنی حکمت عملی کے تحت برضاورغبت اور بطیب خاطر مذکورہ بالا تمام انفرادی واجتماعی، عارضی ودائمی، قومی مدات ومصارف میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بے حساب اموال خرچ کیے ہیں اور وَاللهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ کے تحت جیسے بے حساب اللہ نے ان کو دیا ہے، ویسے ہی بے حساب انہوں نے خرچ کیا ہے، اپنے اوپر بھی اور قوم کے اوپر بھی۔ تاہم چونکہ شحؓ۔۔۔ مال کے خرچ کرنے میں بخل۔۔۔ انسانی فطرت کی ایک ناگزیر کمزوری ہے، ارشاد ہے:

28 القرآن,20:89،19،18،17
29 القرآن,104:4،3،2،1
30 القرآن,100:8،7،6
31 القرآن,180:3

''وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ''۔ [32]

ترجمہ:''اور نفوس انسانی میں بخل اور حرص پیوست ہے''۔

بجزان خدا سے ڈرنے والے لوگوں کے جن کو رب العالمین اپنے فضل سے اس کمزوری سے بچالے، ارشاد ہے:

''وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَأُولَٰئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ''۔ [33]

ترجمہ:...''اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل وحرص سے بچادیئے گئے، وہی ہیں فلاح پانے والے''۔

وہ اغنیاء آج بھی اپنے اسلاف کی طرح کشادہ دل اور کشادہ دست موجود ہیں اور اُنہی کی فراخ دستی کے نتیجہ میں پاکستان واحد ملک ہے، جس میں حکومت کے اثر سے آزاد بیشمار تعلیمی اور رفاہی ادارے چل رہے ہیں، مگر عام طور پر ملک کا سرمایہ دار اور مالدار طبقہ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ اور ناواقف ہونے کی وجہ سے رب العالمین کے اس فضل سے محروم ہے۔ یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔

بہر حال شح انسان کی ایک فطری کمزوری ہے، جو انفاق فی سبیل اللہ کی راہ میں حائل ہو کر سد راہ بن جاتی ہے، اس لیے قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام نے انفاق کی حسب ذیل مدات میں اسلامی حکومت کو اختیار دیا ہے کہ وہ اغنیاء اور مالی استطاعت رکھنے والے لوگوں کو خرچ پر مجبور کر سکتی ہے۔

۱...:بیوی کا نفقہ شوہر کی مالی استطاعت کے معیار پر۔

۲...:نابالغ اولاد کا نفقہ۔

۳...:ضرورت مند والدین کا نفقہ۔

۴...:معذور قرابت داروں کا نفقہ۔

۵...:مصارفِ حرب ودفاع وامورِ رفاہِ عام، اگر حکومت کے خزانے۔۔۔بیت المال۔۔۔میں ان اخراجات کے لیے بقدرِ ضرورت مال نہ ہو۔

۶...:وہ ہنگامی حالات جن میں اسبابِ سماوی کی وجہ سے یا سرمایہ داروں کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے ملک معاشی بحران میں گرفتار ہو گیا ہو، یعنی ملک کا تمام تر سرمایہ اور وسائل دولت چند افراد یا خاندانوں کے ہاتھوں میں سمٹ آئے ہوں اور اکتنازِ زر اور انجمادِ دولت کی صورت پیدا ہو گئی ہو۔

خلاصہ تحقیق

"معاشی رجحان کے منفی اثرات کے سدباب کے طریقے قرآن وسنت کی روشنی میں "معاشی رجحان کے اُن منفی اثرات کا جامع وتنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے جو مادہ پرستی، حرصِ زر، خود غرضانہ مفاد پرستی اور غیر منصفانہ دولت کے ارتکاز کی صورت میں فرد اور معاشرے کو درپیش ہیں۔

تحقیق کا بنیادی مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ کس طرح ایک متوازن، اخلاقی اور انسان دوست معاشی منہج فراہم کرتے ہیں جو ان منفی رجحانات کے مؤثر سدِباب کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تحقیق کے نتائج سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ اسلام معاشی سرگرمی کو انسانی ضرورت تسلیم

32 القرآن,128:4
33 القرآن,16:64

کرتا ہے، مگر اسے مقصدِ حیات بنانے کی نفی کرتا ہے۔ قرآنِ مجید میں مال کو اللہ تعالیٰ کی امانت قرار دے کر انسان کو اس کے استعمال میں جواب دہ ٹھہرایا گیا ہے، جبکہ سنتِ نبوی ﷺ نے کسبِ حلال، عدل، قناعت، انفاق، ایثار اور سماجی ذمہ داری کو معاشی نظام کی اساس بنایا ہے۔ سود، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی اور استحصالی طریقوں کی ممانعت دراصل انہی منفی معاشی رجحانات کے انسداد کے لیے ہے جو سماجی عدم توازن اور اخلاقی زوال کا سبب بنتے ہیں۔

اس تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ اسلامی معاشی نظام محض نظری یا اخلاقی تعلیمات تک محدود نہیں، بلکہ اس کے پاس زکوٰۃ، صدقات، وقف، بیت المال اور وراثت جیسے عملی ادارہ جاتی حل موجود ہیں جو دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشرتی فلاح کو یقینی بناتے ہیں۔ مزید بر آں، اسلامی تعلیمات فرد کی فکری و روحانی تربیت کے ذریعے معاشی رجحان کی اصلاح کرتی ہیں، تاکہ انسان دولت کا خادم بنے، اس کا غلام نہیں۔ تحقیق اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ معاشی رجحان کے منفی اثرات کا پائیدار اور ہمہ گیر حل محض معاشی پالیسیوں میں تبدیلی نہیں، بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں فکری، اخلاقی اور ادارہ جاتی اصلاحات کے جامع نفاذ میں مضمر ہے۔ اگر اسلامی معاشی اصولوں کو عصری تقاضوں کے مطابق نافذ کیا جائے تو ایک ایسا معاشی نظام تشکیل پا سکتا ہے جو عدل، توازن، انسانی وقار اور سماجی ہم آہنگی کا حقیقی ضامن ہو۔

Sources and references

Academic Designations

Ph.D Scholar Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi

Associate Professor and Chairman(R), Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi

Qur'anic References

Qur'an 30:41

Qur'an 9:34–35

Qur'an 1:41

Qur'an 597

Qur'an 2:219

Qur'an 32:7

Qur'an 31:7

Qur'an 114:16

Qur'an 26:7

Qur'an 81:16

Qur'an 80:16

Qur'an 2:215

Qur'an 2:177

Qur'an 36:4

Qur'an 34:4

Qur'an 2:233

Qur'an 2:195

Qur'an 19:51

Qur'an 2:273

Qur'an 10–11:93

Qur'an 2:263

Qur'an 3:133–134

Qur'an 9:79

Qur'an 9:91–92

Qur'an 89:17–20

Qur'an 104:1–4

Qur'an 100:6–8

Qur'an 3:180

Qur'an 4:128

Qur'an 16:64

Ḥadīth References

Sahih Bukhari, Hadith No. 1404

Sahih Muslim, Hadith No. 2308

Sahih Muslim, Hadith No. 2376

1.